اک دیااور بجھااور بڑھی تاریکی

(حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے ایک مایہ ناز شاگرد

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب قاسمی بستوی رحمہ اللہ کا سانحۂ ارتحال، 1923ء — 2025ء)

بقلم: محمد ہاشم قاسمی بستوی، استاذ جامعہ اسلامیہ مظفرپور اعظم گڑھ

بجہرا (Bajahra) گاؤں ضلع بستی اور سنت کبیر نگر میں کئی معنوں میں بڑی قدر و منزلت کا حامل رہا ہے، ایک تو یہ کہ اس گاؤں میں ہر زمانے میں علماء صلحاء، دین دار، اور پڑھے لکھے لوگوں کی ایک کثیر تعداد رہی ہے، بجہرا کے آس پاس کے گاؤں میں یہ بات مشہور تھی کہ جب ٹیلی فون وغیرہ کا دور نہیں تھا تو علاقے کے بہت سے لوگ اپنے خطوط پڑھوانے کے لیے بجہرا ہی کا قصد کیا کرتے تھے، دوسرے یہ کہ یہ گاؤں الحمد للہ اس وقت بھی بدعات اور ان کے اثرات سے پاک صاف تھا، جس وقت آس پاس کے علاقے بدعات و خرافات میں ڈوبے ہوئے تھے، تیسرے یہ کہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے یہاں کے لوگوں کا بڑا گہرا ربط تھا، گاؤں کے اکثر لوگ حضرت مدنی سے بیعت تھے، اور آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا سید اسعد مدنی (متوفی: 2006ء) رحمہ اللہ کا اس گاؤں میں بار بار آنا ہوتا تھا، مردوں کے علاوہ گاؤں کی اکثر عورتیں بھی آپ سے بیعت تھیں، ان دونوں شخصیات کے اثرات نمایاں طور پر جھلکتے نظر آتے ہیں، آج بھی یہ گاؤں جمعیت علمائے ہند اور اس کی سرگرمیوں میں متحرک ہے، تبلیغی جماعت سے بھی اس کا دلی تعلق ہے، غرض کہ پورا گاؤں دینی مزاج میں اور اس کی دلکش رعنائیوں میں رچا بسا ہے، یہاں کے بچوں میں دینی اور عصری تعلیم کے رجحان کا حسین امتزاج ہے، ان ساری خوبیوں کی وجہ سے قرب وجوار میں بجہرا گاؤں ہمیشہ سے توجہ کا مرکز رہا ہے۔

چہرا کھلی کتاب ہے عنوان جو بھی دو — جس رخ سے بھی پڑھو گے انہیں جان جاؤگے

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب رحمہ اللہ اسی مردم خیز گاؤں کے ایک علمی اور دینی گھرانے کے چشم و چراغ تھے، اس گھرانے کی عورتیں بھی اچھی خاصی پڑھی لکھی تھیں، مولانا کے پردادا شیخ غازی دیانت اللہ صاحب مشہور مجاہد

حضرت مولانا سید جعفر علی صاحب نقوی بستوی مجھوا میری رحمہ اللہ(Majhawwa Meer)[1] (متوفی: 1869ء) کے ہمراہ سید احمد شہید رحمہ اللہ (متوفی: 1830ء) کے مجاہدین کے قافلے کے ساتھ بالاکوٹ کی لڑائی میں شامل تھے، اسی وجہ سے شیخ دیانت اللہ صاحب اپنے علاقے میں غازی کے نام سے مشہور تھے، حضرت مولانا بشیر صاحب کے والد محترم جناب عظیم اللہ صاحب عالم تو نہ تھے مگر اچھے خاصے پڑھے لکھے اور صلاۃ وصوم کے پابند ایک بھلے مانس تھے، آپ کا شمار علاقے کے سربرآوردہ لوگوں میں ہوتا تھا، لوگ ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔

تاریخ پیدائش اور ابتدائی تعلیم:

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب رحمہ اللہ اسی دینی ماحول میں غالبا 1923ء میں پیدا ہوئے، شرافت ونجابت کے آثار بچپن ہی سے چہرے بشرے سے نمایاں تھے، مولانا کی بسم اللہ گھر پر ہوئی اور ابتدائی تعلیم اپنے علاقے ہی کے گاؤں بستہ (Basta) اور بسڈیلہ (Basdila) کے مدرسہ تدریس الاسلام میں ہوئی۔

مدرسہ تعلیم الدین اونچہرہ[2] (Unchahra) میں:

---

[1] حضرت مولانا سید جعفر علی نقوی بستوی برصغیر پاک وہند کے معروف مجاہد اور عالم دین تھے۔ آپ کا وطن مالوف "مجھوا میر" ہے، آپ حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ (شہید بالاکوٹ: 1830ء) کے خلیفہ، میر منشی، اور بالاکوٹ کے غازی تھے۔ آپ نے تحریکِ اصلاح وجہاد میں نمایاں کردار ادا کیا اور اپنی علمی ودعوتی خدمات کے ذریعے مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی۔ آپ کی علمی وجہادی خدمات تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھی گئی ہیں، اور آپ کی کاوشیں برصغیر کے مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ آپ نے "حضرت سید احمد شہید کا حج اور اس کے اثرات" کے عنوان سے ایک کتاب تصنیف کی، جس میں حضرت سید احمد شہید کے حج اور اس کے معاشرتی اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ آپ کی دوسری تصانیف میں "سرگزشت سفر جہاد"، اور "تاریخ احمدیہ سید احمد شہید کے حالاتِ زندگی" خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ آپ کی حیات وخدمات پر آپ ہی کے خاندان کے ایک فرزند حضرت مولانا مرتضی صاحب رحمہ اللہ (متوفی: 1995ء) سابق ناظمِ کتب خانہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے صاحبزادے حضرت مولانا عبید اللہ الاسعدی حفظہ اللہ نے "حیاتِ جعفر" کے عنوان سے ایک تفصیلی سوانح عمری تحریر کی ہے، جس میں آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور کارناموں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

[2] غیر منقسم ضلع بستی میں ہدایت العلوم کرہی(Karhi) اور مدرسہ تعلیم الدین اونچہرہ کا شمار ضلع کے قدیم مدارس میں ہوتا ہے، اول الذکر کی بنیاد سید جعفر علی نقوی مجھوا میری (متوفی: 1869ء) نے غالبا 1833 میں رکھی تھی، اور ثانی الذکر کو موضع بھنگورا کے ایک خداترس بزرگ میاں دین محمد نے اونچہرہ گاؤں میں کسی کے گھر کے دالان میں شروع کیا تھا، پھر اسکی نشاۃ ثانیہ حضرت مولانا زین العابدین اعظمی رحمہ اللہ کے ہاتھوں موضع اونچہرہ کے باسی حاجی یاسین صاحب کی زمین پر 1915ء میں ہوئی، مدرسہ ہدایت العلوم اگرچہ تعلیم الدین سے پرانا ہے، لیکن عربی فارسی تعلیم یہاں پر تعلیم الدین کے بعد شروع ہوئی تھی، ہدایت العلوم بہت دنوں تک صرف مکتب کی شکل میں تھا۔ (بروایت حضرت مولانا محمد علی صاحب قاسمی چھپیا چھتونہ سابق استاذ مدرسہ تعلیم الدین اونچہرہ، اور ڈاکٹر ظفر الہدی صاحب قاسمی، سابق طالب علم تعلیم الدین اونچہرہ)

مکتب کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد عربی وفارسی کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آپ نے مدرسہ تعلیم الدین اونچہرہ ضلع سنت کبیر نگر کا رخ کیا، اس زمانے میں مدرسہ تعلیم الدین علاقے میں بڑی شہرت کا حامل تھا، وہاں پر آپ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی (متوفی: 1920ء) کے شاگرد مولانا زین العابدین اعظمی[3] رحمہ اللہ (متوفی: 1956ء) سے شرح جامی عربی چہارم تک کی تعلیم حاصل کی، یہاں آپ کے ایک ہم درس آپ ہی کے گاؤں کے ایک ممتاز عالم دین اور شعلہ بیان مقرر حضرت مولانا صابر صاحب[4] رحمہ اللہ (متوفی: 1999ء) بھی تھے۔

دار العلوم دیوبند میں:

تعلیم الدین اونچہرہ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد مولانا زین العابدین صاحب اعظمی رحمہ اللہ اپنے دونوں

---

[3] حضرت کا آبائی وطن موضع "سیدھا سلطان پور"، (Sidha Sultanpur) ضلع اعظم گڑھ ہے، آپ نے ضلع بستی میں سکونت اختیار کر لی تھی اس لیے اعظم گڑھ کا علماء طبقہ بھی آپ سے ناآشنا ہے، اور حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ (متوفی: 2021) سابق استاذ حدیث دار العلوم دیوبند نے بھی اپنی مشہور کتاب "تذکرہ علمائے اعظم گڑھ" میں آپ کا ذکر نہیں کیا ہے، 1915ء سے غالبا 1948ء ایک لمبا عرصہ آپ نے تعلیم الدین اونچہرہ میں گزارا، اس کے بعد کچھ اختلافات کی بنا پر آپ وہاں سے الگ ہو گئے، اور ایک ڈیڑھ سال تک اونچہرہ کے قریب ایک گاؤں مدائن میں رہے، اس وقت مدائن میں کوئی باضابطہ مدرسہ نہ تھا پھر بھی آپ بچوں کو تعلیم دیتے رہے، 1950ء میں باغ نگر ضلع سنت کبیر نگر میں آپ نے مدرسہ قاسم العلوم کی بنیاد رکھی، اور زندگی کا بقیہ عرصہ اسی میں گزارا آپ کا انتقال 1956ء میں ہوا، اور اسی مدرسے ہی میں آپ مدفون ہوئے۔ (بروایت حضرت مولانا محمد علی صاحب قاسمی چھپیا چھتونہ (Chhapia Chhitauna) سابق استاذ مدرسہ تعلیم الدین اونچہرہ، اور جناب ڈاکٹر ظفر الہدی صاحب قاسمی، سابق طالب علم تعلیم الدین اونچہرہ)

[4] حضرت مولانا صابر صاحب رحمہ اللہ مولانا بشیر صاحب کے ہم وطن تھے، آپ بھی حضرت مدنی کے شاگرد تھے، مدنی خاندان کے عاشقِ زار اور گرویدہ تھے، جمعیت کے ایک فعال اور ذمہ دار رکن تھے، دار لعلوم دیوبند سے آپ کی فراغت غالبا 1948ء کی ہے، اللہ تعالی نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا، ایک جید الاستعداد عالم، ایک زبردست خطیب، شگفتہ مزاج اور مرنجامرنج اور باغ وبہار طبیعت کے مالک تھے، آپ کے بات چیت کرنے کا انداز بڑا دل نشین تھا، سننے والے سنتے تھے اور سر دھنتے تھے، کہنے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ: جب آپ کسی موضوع پر لب کشائی کرتے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ لبوں سے پھول جھڑ رہے ہیں، ملک کی عظیم شخصیات کی جب علاقے میں آمد ہوتی تو ان سے علاقے کے حالات اور مختلف موضوعات پر تبادلۂ خیال کے لیے لوگوں کی نظرِ انتخاب آپ ہی پر پڑتی تھی، مدرسہ القرآن شہر خلیل آباد میں ایک طویل مدت تک آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں، خلیل آباد شہر سے بدعات کو دور کرنے میں آپ کی کوششیں بہت حد تک لائق ستائش ہیں، اسی زمانے میں حضرت فدائے ملت مولانا اسعد مدنی رحمہ اللہ نے جمعیت علمائے ہند کے دفتر دہلی میں خدمات کو انجام دینے کے لیے بلانا چاہا مگر علاقے کے مصالح کے پیشِ نظر آپ نے وہاں جانے سے معذرت کر لی، مدرسۃ القرآن خلیل آباد کی انتظامیہ سے کچھ اختلافات کی بنا پر آپ اپنی طبعی غیرت مندی کی وجہ سے الگ ہوئے، شہر کے لوگوں نے ایک دوسرا مدرسہ (مدرسہ قاسم العلوم خلیل آباد) کھول کر آپ کو وہاں بلانا چاہا، مگر آپ کا دل وہاں سے اچاٹ ہو چکا تھا، یہاں سے آپ مدرسہ اصلاح المسلمین چھپیا معافی (Chhapia Mafi) ضلع سنت کبیر نگر منتقل ہو گئے، چھپیا معافی والوں نے آپ کو بڑے اعزاز واکرام سے رکھا، اور آپ بھی تادمِ صحت یہیں پر مقیم رہے، ایک طویل عرصے تک آپ علم کے موتی بکھیرتے رہے، آپ کا انتقال مارچ کے مہینے میں 1999ء میں ہوا تھا، اللہ تعالی آپ کے درجات کو بلند فرمائیں آمین۔

شاگردوں کو دار العلوم دیوبند میں داخلہ کرانے کے لیے لے گئے تھے، دار العلوم دیوبند میں آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی، (متوفی: 1957ء) حضرت مولانا اعزاز علی امروہی، (متوفی: 1953ء) حضرت مولانا علامہ محمد ابراہیم بلیاوی، (متوفی: 1967) حضرت مولانا بشیر احمد خان صاحب، بلند شہریؒ (متوفی: 1966ء) حضرت مولانا عبد السمیع صاحب، دیوبندی[5] (متوفی: 1947ء) رحمہم اللہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

دار العلوم دیوبند میں آپ کے ہمدرس ساتھیوں میں حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری، (متوفی: 2008ء) حضرت مولانا وحید الزمان کیرانوی، (متوفی: 1995ء) حضرت مولانا اسعد صاحب مدنی، (متوفی: 2006ء) اور حضرت مولانا خورشید حسن دیوبندی (متوفی: 2012ء) رحمہم اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، یہ تمام شخصیات بعض کتابوں میں آپ کی ہم درس تھیں۔

دار العلوم دیوبند سے فراغت اور تدریسی خدمات:

1947ء میں آپ نے دار العلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی، بخاری شریف حضرت مدنی سے پڑھی، اس کے بعد دار العلوم میں دو تین سال رہ کر مختلف علوم وفنون کی تکمیل کی، حضرت مدنی سے آپ کا بڑا خصوصی اور والہانہ تعلق تھا، آپ فراغت کے بعد حضرت مدنی سے بیعت بھی ہوئے، اسی تعلق کی بنا پر حضرت مدنی نے اپنا خاص کرتا آپ کو عطا کر کے سن 1952ء میں مدرسہ قاسم العلوم گیا (Gaya) بہار تدریس کے لیے بھیجا تھا، وہاں پر آپ نے تین سال تک تدریسی خدمات انجام دیں۔

تعلیم الدین اونچہرہ سنت کبیر نگر میں:

مدرسہ قاسم العلوم گیا کے بعد آپ مدرسہ تعلیم الدین اونچہرہ میں سن 1956ء میں تشریف لائے اور یہاں آٹھ سال تک تدریسی خدمات انجام دیں اور اپنے علوم ومعارف سے تشنگانِ علوم کو سیراب کرتے رہے۔

مدرسہ عربیہ دینیہ مونڈاڈیہہ بیگ (Mundadiha Beg) سنت کبیر نگر میں:

سن 1964ء میں مونڈاڈیہہ بیگ کے کچھ سربر آوردہ لوگ مدرسہ تعلیم الدین اونچہرہ آئے اور مدرسہ

---

[5] آپ حضرت مولانا بلال اصغر صاحب رحمہ اللہ سابق استاذ دار العلوم دیوبند (متوفی: 2023ء) کے دادا تھے، مولانا بلال صاحب کے والد مولانا عبد الاحد صاحب رحمہ اللہ (متوفی: 1979ء) اور آپ کے نانا مولانا عبد الشکور دیوبندی مہاجر مدنیؒ (متوفی: 1963ء، مدفونِ جنت البقیع) بھی دار العلوم دیوبند میں تدریسی خدمات انجام دے چکے ہیں۔

والوں کی بڑی منت سماجت کر کے آپ کو مونڈاڈیہابیگ لے آئے، تب سے لے کر آپ نے اپنی پوری زندگی مدرسہ عربیہ دینیہ مونڈاڈیہہ بیگ کو سنوارنے اور نکھارنے اور نونہالانِ اسلام کی آبیاری میں صرف کردی، تقریبا60 سال سے زائد کا عرصہ آپ نے یہاں گزارا، مونڈاڈیہہ بیگ والوں نے بھی آپ کو بڑی عزت اور احترام کے ساتھ رکھا، اور آپ نے بھی کبھی کوئی شکایت کا موقع نہیں دیا، بڑی خاموشی اور دیانتداری کے ساتھ خدمات انجام دیتے رہے، اس ادارے کو پروان چڑھانے میں آپ کا ناقابل فراموش کردار رہاہے ،مونڈاڈیہہ بیگ کے بیشتر بزرگ بلکہ قرب و جوار کے وہ علماء جو اس وقت بڑے بڑے اداروں کے مختلف شعبوں میں گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں وہ سب آپ ہی کے تربیت یافتہ ہیں، طلبہ کے ساتھ آپ کا رویہ نہایت مشفقانہ تھا، ماہِ رمضان میں آپ مونڈاڈیہہ بیگ ہی میں قیام کرتے تھے، اور گاؤں کے چھوٹے چھوٹے بچے جو رمضان میں پڑھنے آتے تھے آپ ان کو بڑی شفقت اور محبت کے ساتھ پڑھایا کرتے تھے، مونڈاڈیہہ بیگ کی تقریبا تین نسلوں کو آپ نے زیورِ علم سے آراستہ کیا، پیرانہ سالی اور بڑھاپے کے باوجود آپ اپنا ہر ایک کام خود کرنے کی کوشش کرتے تھے، خود ہی پانی بھر کے لاتے اور وضو کرتے تھے، اور اگر کسی کو کبھی خدمت کا موقع دے بھی دیتے تو اسے دعاؤں سے خوب نوازتے تھے۔

مونڈاڈیہہ بیگ والوں کا یہ بھی بیان ہے کہ: ہمارے گاؤں میں تقریبا ادھر 60 سال تک گاؤں کے تمام مرحومین کا جنازہ آپ ہی پڑھایا کرتے تھے، اور اگر کسی وجہ سے آپ کبھی گھر بھی چلے جاتے تھے تو مرحومین کے اولیاء اور ان کے ورثہ آپ کو جا کر لاتے تھے اور نماز جنازہ آپ ہی سے پڑھوایا کرتے تھے۔

بیعت وسلوک:

آپ کا اصلاحی تعلق حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے تھا، حضرت مدنی کے انتقال کے بعد، حضرت کے صاحبزادے فدائے ملت حضرت مولانا اسعد مدنی رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے۔

عادات واطوار:

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب رحمہ اللہ بڑے ذی وقار اور ذی علم ہونے کے علاوہ نہایت خلیق وملنسار، نیک فطرت و نیک طینت شخص تھے، آپ مجلسی آدمی نہ تھے،، شریعت کے نہایت پابند تھے، مزاج میں حد درجہ نرمی تھی، اس کے باجود اگر کوئی کام شریعت کے خلاف دیکھتے تو بہت برہم ہوتے تھے اور برملا ٹوک دیتے تھے، شریعت کے معاملے میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے، آپ بہت زیادہ صابر وشاکر تھے، رضائے الٰہی انہیں ہر حال میں

مقصود تھی، علاقے کے تمام لوگ ان کی سادگی، ان کی بزرگی، سنت نبویہ کے حد درجہ متبع ہونے کی وجہ سے ان سے بڑی عقیدت و محبت رکھتے تھے، آپ کی ان ہی خوبیوں کی وجہ سے مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی آپ کے بڑے معتقد تھے، اور آپ کو لاڈ اور پیار سے دادا کہہ کر بلایا کرتے تھے، اللہ کے فضل وکرم سے آپ مستجاب الدعوات بھی تھے، عملیات بھی کرتے تھے، اللہ تعالی نے آپ کے ہاتھ میں بڑی شفا رکھی تھی، جب آپ سے کوئی دعا کرانے آتا تو اسے بڑی عزت واحترام سے بٹھاتے، اور دعا کرتے، اور اللہ تعالی کی مرضی سے وہ شفایاب ہو جاتا تھا۔

آپ نے اپنی پوری زندگی گمنامی میں بسر کی، شہرت اور ناموری سے کوسوں دور رہے، عہدوں اور منصبوں سے ہمیشہ کنارہ کشی اختیار کرنے کی کوشش کی، سادگی آپ کی سرشت میں داخل تھی، کبھی بھی اپنے آپ کو نمایاں کرنے کی کوشش نہیں کی، دنیا کی رنگینیوں سے منھ موڑ کر آپ ہمیشہ آخرت کی فکر میں مشغول رہتے تھے، اسی وجہ سے علاقے کے بھی زیادہ تر لوگ آپ سے ناواقف تھے:

میاں بس ہمیں تو پسند آ گئیں ترى سادگی تیری سچائیاں
ترے طرز اسلوب و انداز کو دعا دیتی ہیں دل کی گہرائیاں

عہدے اور مناصب:

حضرت مدنی سے قلبی لگاؤ کی وجہ سے آپ شروع سے اخیر عمر تک جمعیت علمائے ہند سے منسلک رہے، اور اپنے علاقے میں جمعیت کے ایک فعال رکن گردانے جاتے تھے، علاقے میں بدعات کے قلع قمع میں آپ کی کوششیں نہایت بار آور ثابت ہوئیں، حضرت مولانا عبد الحمید[6] صاحب رحمہ اللہ (متوفی: 2008ء) کے انتقال کے بعد آپ جمعیت علماء ضلع سنت کبیر نگر کے صدر منتخب ہوئے، اور اخیر میں معذوری کی وجہ سے مستعفی ہو گئے، اسی طرح حضرت مولانا مفتی مرتضی صاحب رحمہ اللہ (متوفی: 1987ء)[7] کے انتقال کے بعد آپ شرعی پنچائت ضلع

[6] آپ کا شمار غیر منقسم ضلع بستی کی چنیدہ شخصیات میں ہوتا ہے، آپ مدنی خاندان اور جمعیت علمائے ہند کے گرویدہ تھے، 1987ء میں آپ ضلعی جمعیت علمائے ہند کے صدر منتخب ہوئے، اور تادمِ حیات اسی عہدے پر برقرار رہے، آپ کی جد وجہد اور بے مثال کوششوں سے علاقے کے بہت سے متنازعہ مسائل حل ہوئے، ان مسائل میں ایک اہم مسئلہ بڑے جانور کی قربانی کا بھی تھا، آپ کے تفصیلی حالات ایک مجلہ "افکارِ خادم" کے کسی خصوصی شمارے میں درج ہیں، تفصیل کے لیے مراجعت کریں، افکارِ خادم آپ کے خلف رشید مولانا سراج حمیدی صاحب کی ادارت میں نکلتا ہے۔

[7] آپ کا شمار ضلع بستی کی مقتدر شخصیات میں ہوتا ہے، اپنے زمانے کے زبردست عالم دین اور مفتی تھے، جمعیت علمائے ہند سے گہرا ربط تھا، پوری زندگی جمعیت علماء ضلع بستی کے صدر رہے، آپ کا وطن مالوف دریاباد (Daryabad) ضلع سنت کبیر نگر ہے، لیکن آپ دودھارا (Dudhara) ضلع سنت کبیر نگر میں سکونت اختیار کرلی تھی، 31/ دسمبر 1987ء میں آپ کا انتقال ہوا اور یکم جنوری 1988 کو تدفین ہوئی۔

بستی کے صدر منتخب ہوئے اور جب تک صحت نے ساتھ دیا اس عہدے کو پوری جانفشانی اور دیانت داری کے ساتھ نبھایا۔

بیماری اور انتقال:

ادھر کچھ دنوں کو چھوڑ کر ما شاءاللہ من جملہ آپ کی صحت اچھی تھی، ضعف اور پیرانہ سالی کے باوجود اپنی بشری ضروریات پوری کر لیتے تھے، ابھی چند ایام سے پیشاب میں دقت تھی، علاج کی بہتیری کوششیں ہوئیں مگر وقتِ موعود آپہونچا تھا بالآخر 11/شعبان المعظم 1446ھ مطابق 10/فروری 2025ء بوقت صبح اپنے مالکِ حقیقی سے جاملے، اناللہ وانا الیہ راجعون ؏

جان ہی دے دی جگرؔ نے آج پائے یار پر　　　عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

انتقال کے وقت آپ کی عمر مبارک 102 سال سے متجاوز تھی، انتقال کے وقت تک بھی الحمد للہ پورے ہوش وحواس میں تھے، اور حسبِ معمول بات چیت بھی کر رہے تھے، مگر ہونی کو کون ٹال سکتا ہے، جان تو سب کی ایک دن جانی ہے، اللہ تعالی حضرت کو غریق رحمت فرمائیں آپ کی نمازِ جنازہ عصر کی نماز کے بعد آپ کے خلف رشید حضرت مولانا منیر صاحب قاسمی دامت برکاتہم نے پڑھائی۔

اللہ تعالی حضرت مولانا بشیر صاحب کی خدمات کو قبول فرمائے، اور مدرسہ عربیہ دینیہ مونڈا ڈیہہ بیگ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، اور حضرت والا کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے، اور ان کے جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے　　　سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

اولاد واحفاد:

اللہ کے فضل وکرم سے حضرت مولانا کثیر العیال تھے، آپ کی صرف نرینہ اولاد تھیں، اللہ نے آپ کو 9 بیٹوں سے نوازا تھا، بیٹیاں نہیں تھیں، سب سے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا نذیر احمد صاحب قاسمی، ان کے بعد مولانا منیر احمد صاحب قاسمی، مولانا خبیر احمد صاحب قاسمی، حافظ شریف احمد صاحب، جناب مختار احمد صاحب، مولانا ظفر احمد صاحب قاسمی، مولانا کلیم احمد صاحب ندوی، جناب حلیم احمد صاحب، مولانا ظہیر احمد صاحب قاسمی، ان میں سے اکثر ماشاءاللہ عالم اور حافظ ہیں اور سب صاحبِ اولاد ہیں، اور کامیاب زندگی گزار رہے ہیں۔

نوٹ: اس مضمون کے مواد کی فراہمی میں حضرت مولانا بشیر احمد صاحب رحمہ اللہ کے برادر زادے جناب ماسٹر عبد

الحفیظ صاحب دامت برکاتہم ساکن بجھرا، سابق پرنسپل کسان انٹر کالج پچ پکھری، (kisan Inter College Pachpokhari) ضلع سنت کبیر نگر، اور حضرت مولانا کے نواسے جناب مولانا محمود اختر صاحب ساکن ہٹوا بازار، (Hatwa Bazar) ہیڈماسٹر آف جونئیر اسکول، سسواری مغل، (Siswari Mughal) ضلع بستی، اور جناب مولانا ضمیر احمد صاحب ندوی، ساکن مونڈاڈیہہ بیگ، اور جناب ڈاکٹر ظفر الہدی صاحب قاسمی ساکن اگیا (Agya) ضلع سنت کبیر نگر، کی کوششوں کا بڑا دخل ہے، اللہ تعالی ان تمام حضرات کو اپنی شایانِ شان اس کا بدلہ مرحمت فرمائیں آمین۔